



سوال

(26) محبت اور شادی

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ایک ایسے لڑکے سے محبت ہو گئی ہے جو دین دار و باخلاق ہے اور اس کے اندر ہر خوبی ہے جس کی ایک لڑکی تمنا کر سکتی ہے ہم محبت میں اتنی دور چلے گئے ہیں کہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ہماری محبت بالکل پاک ہے اور پچھلے چھ سالوں میں ہم نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی جو قابل گرفت ہو اور جس پر ہمیں ندامت ہو ہمیں اس کا انتظار تھا کہ لڑکا برسر روزگار ہو تو ہماری شادی ہو سکے کہ اچانک ہم پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ لڑکے کے برسر روزگار ہوتے ہی اس کے گھر والوں نے یہ کہہ کر شادی سے انکار کر دیا کہ ان کا خاندان میرے خاندان کے مقابلے میں کم حیثیت ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں۔ میں اس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتی۔ کسی اور کے ساتھ شادی کرنا میرے لیے ناممکن ہے۔ کیا اس طرح سے میرا کسی کی محبت میں گرفتار ہو جانا اسلام کی نظر میں گناہ ہے؟ اور کیا اسلامی شریعت میں ہماری مشکل کا کوئی حل ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ میں دور حاضر کے اس چلن سے بالکل متفق نہیں ہوں کہ پہلے محبت کی جائے پھر شادی کی جائے۔ یہ وہ راستہ ہے جس کی ابتدا بھی نامناسب ہوتی ہے اور جس کا انجام بھی اکثر و بیشتر غیر اطمینان بخش ہوتا ہے۔ مثلاً وہ محبت جو ٹیلی فون پر گفت و شنید سے شروع ہوتی ہے یا وہ محبت جو جوانی کے جوش میں لڑکیوں کے پیچھے چکر لگانے سے شروع ہوتی ہے۔ یہ ایسی محبت ہوتی ہے۔ جس میں عقل اور سوچ بوجھ کا عمل دخل نہیں ہوتا ہے۔ محض جذباتیت ہوتی ہے اکثر تو یہ ہوتا ہے کہ ایسے لڑکے لڑکیوں میں محبت ہو جاتی ہے جن کے درمیان سماجی تفاوت ہوتا ہے یا خاندانی چپقلش ہوتی ہے یا کوئی ایسی بات ہوتی ہے جو ان کی شادی کے درمیان دلواریں بن کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ چونکہ اس محبت کی ابتدا جذباتیت سے ہوتی ہے اس لیے یہ لڑکے اور لڑکیاں غلطیاں اور گناہ کر بیٹھتے ہیں اس لیے کہ بہر حال وہ انسان ہیں۔ فرشتے نہیں ہیں۔

میری نظر میں شادی کا افضل اور مناسب ترین طریقہ یہ ہے کہ طرفین خوب سوچ سمجھ کر ایک دوسرے کے بارے میں مکمل واقفیت حاصل کر کے شادی کا فیصلہ کریں۔ شادی کا فیصلہ کرتے وقت اس بات کا اطمینان کر لیا جائے کہ فی الحال ایسی کوئی بات تو نہیں ہے جو آگے چل کر اس شادی کو ناکام یا شادی شدہ زندگی کو جہنم بنا دے۔ مثلاً طرفین کے درمیان کفو یعنی برابری نہ ہو یا کسی کی قانونی رکاوٹ ہو وغیرہ یہ بھی ضروری ہے کہ طرفین ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ ایسے موقع پر مناسب یہ ہوگا کہ لڑکا اس طرح لڑکی کو دیکھے کہ لڑکی کو اس کی خبر نہ ہو تاکہ رشتے نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کے جذبات مجروح نہ ہوں۔ اور مناسب یہ ہے کہ لڑکے والے یہ رشتہ لے کر لڑکی کے گھر والوں کے پاس جائیں اور نہایت اطمینان اور تمام پہلوؤں پر غور کرتے ہوئے اس معاملے کو طے کریں۔



اگر کوئی ایسی صورت حال ہوتی ہے جس کا تذکرہ سوال میں ہے طرفین کے درمیان خود بخود محبت ہو جاتی ہے اور یہ دونوں شادی کے لیے مناسب وقت کا انتظار کرتے ہیں اور انتظار کی اس مدت میں کوئی غلط قدم نہیں اٹھاتے ہیں تو ایسی صورت حال میں گھر والوں کو چاہیے کہ اس معاملہ کو سنجیدگی سے لیں اور دوپیار کرنے والوں کو محض چھوٹے چھوٹے اسباب کی بنا پر ایک دوسرے سے جدا نہ کریں اور ان کی شادی کر دیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"لَمْ يَزَلْنَا بَيْنَ مِثْلِ النِّكَاحِ" (ابن ماجہ)

"دو محبت کرنے والوں کے لیے شادی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔"

ذرا اس حدیث کے پس منظر پر غور کیجیے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میرے پاس ایک قیمتی بچی ہے جس سے شادی کے خواہش مند دو شخص ہیں ان میں سے ایک غریب ہے اور دوسرا امیر، لیکن یہ قیمتی بچی غریب شخص سے محبت کرتی ہے اور اسی سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ اس بات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوپیار کرنے والوں کے لیے شادی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ بہتر ہو گا کہ دوپیار کرنے والوں کے درمیان غریبی اور امیری کو نہ آنے دیا جائے اور ان کی مرضی کے مطابق ان کی شادی کر دی جائے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ اسلام ایک عملی (Practical) دین ہے کسی سے محبت ہو جانا ایک فطری بات ہے۔ اسلام کی نظر میں یہ کوئی گناہ نہیں ہے نہ اسلام اس فطری جذبہ کی روک تھام چاہتا ہے۔ بلکہ اسلام اس بات پر اجماع ہے کہ اس فطری جذبہ کو شرعی اور قانونی حیثیت عطا کر دی جائے۔ ان دونوں کو گناہوں میں لوٹ نہ ہونے دیا جائے بلکہ ان کی شادی کر دی جائے۔ یہ شرط ہے کہ اس شادی میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ والدین جھوٹی شان کی وجہ سے یا حسب نسب کے چکر میں پڑ کر یا محبت کو غیر اسلامی عمل سمجھ کر دو محبت کرنے والوں کے درمیان دیوار بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں خود بھی مصیبت میں پڑتے ہیں اور اپنے بچوں کی زندگیاں بھی تباہ کر ڈالتے ہیں۔ بعض بچے ذرا تیز قسم کے ہوتے ہیں تو وہ والدین سے بغاوت کر کے اپنی الگ دنیا بسلیتے ہیں اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ جھوٹی شان اور حسب و نسب کو معیار بنانے کی بجائے دین اور بااخلاق ہونے کو معیار بنایا جائے۔ دین اور اخلاق کے معیار پر اترنے والے رشتہ کو ٹھکرانا یقیناً بڑی بد قسمتی کی بات ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"إِذَا تَأْتَاكَ مِنْ تَرْسُونَ عُلْفَةً وَدِينَهُ فَرَوْجُهُ إِلَّا تَفْعَلُوا تَمَنُّ فَنَتِي فِي الْأَرْضِ وَقَدْ عَرِيسٌ" (ترمذی، ابن ماجہ)

"جب تمہارے پاس ایسا رشتہ آئے جس کے اخلاق اور دین داری سے تم مطمئن ہو تو اسے شادی کے لیے منتخب کر لو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔"

ہذا ما عنہم والیہ علم بالصواب

فتاویٰ یوسف القرضاوی

عورت اور خاندان، جلد: 2، صفحہ: 169

محدث فتویٰ